

شرعی پردہ یہ ہے کہ ہر اس شخص سے حجاب کیا جائے، جس کے نکاح میں وہ عورت آ سکتی ہے، اسی طرح ایسے لوگوں سے غلوٹ میں بیٹھنے سے بھی پرہیز ہونا چاہیے کیونکہ یہ بات ”روح پردہ“ کے منافی ہے۔ مگر اب ہوتا یہ ہے کہ، برادری سے کوئی پردہ نہیں۔ دوسروں سے پردہ ہوتا ہے۔ کہیں پیچھے کیٹنے میں آتا ہے کہ واقف سے پردہ کیا جاتا ہے اور نادانف سے نہیں۔ یہ حال شرعی پردہ کو سمجھنے کی کوشش کی بجائے اور غرض لبر کی حقیقت کو سامنے رکھا جائے تو ہم کم از کم غیر مسلم دنیا کے سامنے ایک مثالی نمونہ پیش کر سکتے ہیں اور اندرونی طور پر بھی ہم روحانی غافیتوں سے بچنا رہ سکیں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ و تروں میں تشہد۔ و تدر اصل قیام ایل، (تہجد) کا حصہ ہے۔ بعد نماز عشاء پڑھنے کی گنجائش صرف اس لیے رکھی گئی ہے کہ ہمارے جیسے لوگ جو تنہائیوں میں رب کے حضور قیام اور مناجات کا ذوق نہیں رکھتے یا صرف فہمی اور نماز کے سلسلے کے صرف آئینی تقاضے سے عہدہ برآ ہو کر گھر کو بھاگنے سے دلچسپی رکھتے ہیں وہ بھی گزرا کر لیں۔

عن جابر قال سمعت رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم : من خاف ان لا يقوم من آخر الليل فليوتر اوله ومن طمع ان يقوم اخره فليوتر اخر الليل، فان صلوة اخر الليل مشهودة وقال ابو معاوية محضورة (مسلم ص ۲۸)

دن کی نماز مغرب کی طرح طاق رکعتوں پر ختم ہوتی ہے، اسی طرح کوشش کی گئی ہے کہ ”بندہ مومن“ کی رات کی نماز بھی وتر کی طاق رکعتوں پر ختم ہوا تاکہ توحید کا تصور سدا تازہ اور جوان رہے اور وہیں اس امر میں راسخ ہو جائے کہ جسے چاہنا، جس کے لیے کیسور بننا اور جس ذات و اسم کی نشا کو زندگی کے ہر مرحلے میں محفوظ رکھنا ہے، وہ صرف واحد، ایک، تنہا اور یکتا ہے۔ اس تصور سے انسان کی انفرادی اور اجتماعی زندگی مختلف جہتوں میں تقسیم ہونے سے بھی بچ جاتی ہے اور اپنے شیرازہ کو مجتمع رکھنے میں بھی کامیاب رہتی ہے۔ اور یہ وہ اسلوب حیات ہے جس سے ”بندہ غنیف“ کی تخلیق اور تعمیر ہوتی ہے اور وہ ”وَاتَّبَعْنَا مِلَّةَ آبَائِنَا هَيْمَ حَنِيفًا“ کے معاملے سے ہم کنار ہونے کی توفیق سے انسان کو بھنا رہی کھتا ہے۔ چونکہ اس کے لیے زیادہ سازگار فضا مغرب یا دن کے بجائے رات کی تنہائیاں ہوتی ہیں، اس لیے اسے حتمی الامکان ”لبا“ رکھنے کی کوشش کی گئی ہے۔ ”لبا بھی“ ”سو سو کر یا بیٹھ بیٹھ کر“ نہیں بلکہ قیام کر کر کے اور کھڑے ہو ہو کر۔ کیونکہ یہ وقت ”دم“ لینے کا نہیں، تازہ دم ہو کر الرٹ (ELERT) رہنے کا ہے۔

یہ اسی لمبے قیام کا نتیجہ تھا کہ حضورؐ کے پاؤں سوج جاتے اور پھٹ جاتے تھے۔

ان کا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یقوم ویصلی حتی یشمر قد ماہ او

ساقا (بخاری ص ۶)

اگر قدم قدم پر شہد کی نوبت آتی تو یہ نوبت نہ آتی۔

مگر اس میں بشری بہت اور قدرتی طاقت کو بھی ایک حد تک ملحوظ رکھنے کا اہتمام کیا گیا ہے، تاکہ یہ تکلیف تکلیف مالا یطاق نہ بن جائے۔ اور یہ سب امور حضور علیہ السلام کے اس مبارک تعامل میں مشاہدہ کیے جاسکتے ہیں جو تڑوں کے سلسلے میں اس حدیث پاک میں محفوظ ہو گیا ہے۔ نمازی کے طبعی نشا ط کو ملحوظ رکھتے ہوئے اس کی متعدد شکلیں پیش کی گئی ہیں، جس کے لیے جو آسان ہو، اسے کر لے۔

ایک، تین اور پانچ تڑوں تک تو ایک ہی شہد رکھا گیا ہے، کیونکہ اتنا لمبا قیام کرنا انسان کے لیے ممکن ہے۔ تھوڑی بہت جو گرانی پیدا ہو سکتی ہے، اسے رکوع و سجود جیسی نقل و حرکت کے ذریعے آسانی کے ساتھ کنٹرول کیا جاسکتا ہے۔

ایک رکعت۔ تہجد کی متعدد رکعتوں کے بعد ایک رکعت وتر پڑھ لیتے تھے۔

عن عائشة زوج النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی

..... احدى عشر رکعة یصلی بیک رکعة ویوتر بواحدة (مسلم ص ۲۵۴)

”حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم گیارہ رکعت تہجد پڑھتے، پھر دو گانہ پر سلام پھیرتے اور ایک رکعت وتر پڑھتے تھے“

تین رکعت۔ عن عائشة قالت کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یوتر بثلاث لا یقعد الاثنی

آخر من رواہ الحاکوفی المستدرک^{۲۰۲} تخففة الاحوذی (ص ۲۳۹)

”حضور صلی اللہ علیہ وسلم تین رکعت وتر پڑھتے، شہد صرف آخر میں بیٹھتے، پہلے نہیں بیٹھتے تھے“ بعض روایات میں لا یقعد کی جگہ لا یسلو آیا ہے، لیکن یہ تذکر کے نسخوں کے اختلاف کا نتیجہ ہے، حضرت امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے تصریح کی ہے کہ صحیح ”لا یقعد“ ہے ”لا یسلو“ نہیں۔

وکن البیہقی قد صرح فی المعرفة بان حدیث عائشة من طریق ابان یلفظ لا یقعد

کما سیاقی فالصواب فی هذا الروایة لا یقعد دون لا یسلو تعلیق التعلیق علی

التعلیق الحسن للنیجوی (ص ۱۶۵)

لا یقعد کی بنا پر یہ کہ شہد کے لیے تو بیٹھتے تھے، سلام کے لیے نہیں بیٹھتے تھے۔

وعلى تقدير كونه محفوظا يحمل نفي القعود على القعود الذى فيه التسليم جمعا

بين الاحاديث (العلقين الحسن ۱۳۷)

یہ تاویل "قعود" کے حقیقی معنی کے خلاف ہے جو کسی یقینی داعیہ کے بغیر لینا جائز نہیں ہے۔

حضرت عمرؓ۔ یہی طریقہ حضرت عمرؓ کا تھا اور انہی سے یہ طریقہ اہل مدینہ نے اخذ کیا تھا:

وهذا وترا ميرا المومنين عربين الخطاب د عنه اخذوا اهل المدينة ركاكهم تحفة الاحوذى ۳۲۹

پانچ رکعت جب پانچ رکعت وتر پڑھتے تو صرف آخر میں تشهد بیٹھتے، پہلے نہیں:-

عن عائشة قالت كان رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم يصلى من الليل ثلث عشرة ركعة يوتر

من ذلك بخمس لا يجلس في شيء الا في اخرهن (رواه مسلم ۲۵۴)

جب آپ سات یا نو رکعت وتر پڑھتے تو پھر چھٹی اور آٹھویں رکعت پر تشهد کے لیے ضرور بیٹھتے،

کیونکہ اب یہ قیام کافی طویل ہو جاتا ہے اس لیے درمیان میں ایک دفعہ اور تشهد پڑھا دیا تاکہ متحمل رہے۔

سات رکعت جب آپ بوڑھے ہو گئے تو سات رکعتیں پڑھتے، صرف چھٹی رکعت اور ساتویں میں تشهد کے لیے بیٹھتے۔

عن عائشة قالت لما اسن رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم واخذوا اللحم صلى سبع ركعات

لا يقعد الا في اخرهن الحديث (نسائي ۴۱۲)

بعض روایات میں "لا يقعد الا في اخرهن" آیا ہے، اہم شوقا فی فرماتے ہیں کہ اس سے

مراد ایسا قعدہ ہے، جس میں سلام پھیرا جائے۔ یہاں اس کی نفی ہے۔

يمكن الجمع بحمل النفي للقعود في الرواية الثانية على القعود الذي يكون فيه التسليم

(نيل الاطار ۳۲۳)

ہم کہتے ہیں کہ اسے بھی مختلف احوال اور واقعات پر محمول کیا جائے تو آخر اس میں استحکام کیا ہے

جب کئی ایک رکعتیں ایک ہی قعدہ سے اور جگہ ثابت ہیں، اگر یہاں بھی اس کے لیے گنجائش تسلیم کر لی

جائے تو کیا حرج ہے؟ ہم ہر حال متداول مذاہب کی مجوزہ ذکر کے سوا اس سلسلے میں اور کوئی شرعی

مجبوری نہیں جانتے۔ اگر تطبیق کی یہ صورت منظور نہیں اور اس کا کوئی اور شرعی داعیہ موجود ہے

تو پھر ترجیح کی راہ اختیار کرنی چاہیے۔ جو راجح ہو اسے قبول کیا جائے، مروج کو ترک

کر دیا جائے۔

نو رکعت جب نو رکعتیں پڑھتے تو صرف آٹھویں اور نویں رکعت میں تشهد کے لیے بیٹھتے:-

عن عائشة... فقالت... ويصل تسع ركعات لا يجلس فيها الا في الشامدة

لحديث (مسلم ۲۵۶)

زیادہ تر روایات حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرف اس لیے پیش کی ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دعوے سے فرمایا تھا کہ: روئے زمین پر حضورؐ کی وتروں کا راز وہان حضرت عائشہ سے بڑھ کر اور کوئی نہیں ہے۔ (مسلم ۲۵۶) ورنہ اس سلسلے کی روایات دوسرے صحابہؓ سے بھی کثرت سے مروی ہیں۔

ان حقائق کی تائید اس امر سے بھی ہوتی ہے کہ قیام اللیل (تہجد) میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاؤں مبارک پر دم آجاتا اور وہ بھٹ جاتے تھے۔ ان کا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لیقومہ ویصلی حتی تدمقدا ما لا اوساقا (بخاری ۵۴۸)

اگر دُتروں میں تشہد کی یہ بھاری ہوتی تو یقیناً قدموں اور پیٹھ لیدوں کی یہ حالت نہ ہوتی۔

یہ ساری تفصیل اس لیے بیان کی ہے کہ دوسری رکعت میں تشہد نہ بیٹھنا اسی سلسلہ کی ایک کوٹھی ہے جو اوپر بیان کی گئی ہے تاکہ آپ کو اصل وہ بات سمجھ میں آجائے، جو دُتروں کی دوسری رکعت میں تشہد نہ بیٹھنے کی محرک ہے، کہ پانچ تک، قیام ہی قیام اور تشہد کہ کہیں بھی نام کیوں نہیں اور سات سے نو تک جب نوبت پہنچی تو پھر ایک ایک تشہد مزید بڑھا دیا۔ وجہ صرف اس لیے کہ پانچ تک تشہد کے بغیر قیام مکمل ہوتا ہے، مگر ان کے بعد نمازی کی طبعی نشاۃ ثانیہ نے مکمل ہو جاتی ہے اس نشاۃ کو برقرار رکھنے کے لیے ایک تشہد مزید بڑھا دیا گیا ہے تاکہ کچھ دم بھی آجائے، لیکن ایک تین اور پانچ رکعت و تہ کی صورت میں یہ طبعی نشاۃ باقی رہ سکتی ہے۔ بشرطیکہ نمازی، یہ نماز قلبی، فزونی و شوق اور مناجات کے جذبہ اور لگن سے پڑھنے کے لیے کھڑا ہو۔

اعتراضات

اخاف کو اس نظر پر سے اختلاف ہے، وہ تین سے کم و بیش رکعتیں بھی تسلیم نہیں فرماتے اور نہ ہی تین رکعتوں میں مسلسل قیام کے وہ قائل ہیں بلکہ دوسری رکعت پر تشہد ضروری تصور کرتے ہیں:

ع کرس نہ علی بابا پیاسی

تشہد کیوں ضروری ہے؟ کچھ پتہ نہیں، حضرت امام ابن رشد فرماتے ہیں کہ اس باب میں ان کی جہیں بالکل خالی ہیں۔

ومن ذهب الى ان الوتر ثلاث من غير ان يفصل بينهما وقصر حكم الوتر على الثلاث